بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ:

وَبَعْدُ:

1-شرح العقیدۃ الواسطیۃ

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ۔ آج کی نشست سے اس عظیم کتاب کی شرح کے درس کا آغاز کرتے ہیں اور جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ کتاب اُن کتابوں میں سے ہے جس نے میری زندگی بدلی ہے عقیدے کو سمجھنے میں اور اللہ تعالیٰ نے ایسی آسانی کی ہے اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے اس خوبصورت طریقۂ تدریس اور پیارے انداز کے ذریعے سے بہت سارے کچھ پیچیدہ مسائل تھے جن کو سمجھنا مشکل تھا اللہ تعالیٰ نے بہت آسانی فرمائی ہے۔

اور جیسا کہ آپ دیکھتے جائیں گے ان شاء اللہ شروحات میں ایک تو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یعنی ایک ہی مجلس میں (جیسے میں آگے بیان کروں گا) مختصر مجلس میں یہ پورا عقیدہ اپنا بیان کر دیا ہے لیکن شرح میں جو طریقہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اپنایا ہے وہ بے مثال ہے۔ جیسا کہ ان کی دیگر شروحات دیکھیں آپ فقہ میں شرح الممتع میں یعنی پتہ چلتا ہے کہ ایک تو علم کی غزالت (الحمد للہ) علم کا سمندر آپ کو نظر آتا ہے، دوسری طرف انداز بیان اور اس کے ساتھ ساتھ مشکل مسائل کو آسان طریقے سے کیسے پیش کرنا ہے جو طالب علم کے لیے یعنی معرفت کے دروازے اور سیدھا دل پر جا کر بات بیٹھ جائے کیسے ہوتا ہے ان شاء اللہ آپ یہ محسوس کریں گے۔

اور آج کی نشست میں میں دو چیزوں پر بات کروں گا، پہلی بات یہ ہے کہ شرح کا طریقہ کیا رہے گا اس پر بات کرتے ہیں اور دوسری بات دو مقدمے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے آج ان شاءاللہ اس پر بات کرتے ہیں اور جو تعارف ہے دونوں مشائخ کا وہ پہلے گزر چکا ہے دروس میں تو وہاں سے ان شاءاللہ ساتھیوں سے گزارش ہے کہ دوبارہ اُن کو اس کے ساتھ اٹیچ (attach) کرلیں۔

طریقہ تدریس جو میں طریقہ اپناؤں گا اس کتاب کی شرح کا وہ یہ ہے کہ جو متن ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا وہ میں عربی میں پڑھوں گا عبارت اور جو شرح ہے وہ عربی میں نہیں پڑھوں گا کیونکہ دو جلدیں ہیں آپ کے سامنے اور میرے پاس ایک جلد بہت لمبی ہے تو عربی ایک بار پڑھنے کے بغیر المختصر المفید جو ہے وہ بیان کروں گا ترجمہ کرتے ہوئے ۔یعنی بعض اوقات میں بعض چیزیں چھوڑ بھی دوں گا جو مختصر مفید جسے کہتے ہیں ان شاءاللہ میں وہ جو خلاصہ ہے وہ بیان کروں گا شرح میں سے اور جہاں پر ضرورت پڑے گی کوئی چیز بیان کرنے کی میں وہ بھی ان شاءاللہ ایڈ کروں گا جیسے بعض تعریفات ہیں کیونکہ دیکھتے ہیں اس حاشیے میں بہت سارے کچھ اصول کچھ کتاب کے حاشیے میں یعنی یہ کتاب میں نے پانچ مرتبہ مختلف مشائخ سے پڑھی ہے الحمد للہ (تقریباً جو مجھے یاد پڑتا ہے اس سے زیادہ بھی ہو گا) اور آپ دیکھیں حاشیے میں بہت سارے آپ کو یہ بہت سارا لکھا ہوا نظر آتا ہے اس میں کچھ نئی چیزیں ہیں کچھ مختلف مشائخ کے پوائنٹس جو تھے جو میں نے نوٹ کیے تھے وہ بھی اس میں شامل ہیں وہ بھی ان شاءاللہ ضرورت پر شامل کرتے جائیں گے۔

تو سب سے پہلے جو پہلا مقدمہ ہے اس کتاب کا فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں (پہلا مقدمہ بیان کردوں میں پہلا مقدمہ جو شیخ صاحب کا ہے) اس میں حمد ثناء سے انہوں نے بات کا آغاز کیا ہے اور کلمہ شہادت سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے، پھر فرماتے ہیں "أمّا بعد: فقد منَّ الله تعالىٰ علينا بشرح العقيدة الواسطية" (اللہ تعالیٰ کا منّت اور احسان ہے ہمارے اوپر کہ ہم نے عقیدۃ الواسطیۃ کی شرح کی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کو بیان کرنے کی تصنیف کی ہے اُن لوگوں کی طلب پر) "الطلبة الذين درسوها علينا في المسجد" (مسجد میں یہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہ عقیدہ پڑھایا ہے) "ومن أجل حرصهم على حفظ التقرير، قاموا بتسجيله ثم تفريغه كتابة من أشرط التسجيل" (کیونکہ حریص تھے جو کچھ کہا گیا ہے اس

شرح میں اُس کی ریکارڈنگ کر لی گئی تھی (اُن طلاب نے ریکارڈنگ کی) اور پھر اسے تفریغ یعنی ٹرانسکرائب (transcribe) کیا گیا لکھا ہے اُن کیسٹوں سے جن میں ریکارڈنگ کی تھی)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ بات معلوم ہے کہ جو تقریر میں بات کی جاتی ہے وہ ویسے نہیں جیسا کہ تحریر میں ایک چیز لکھی جاتی ہے کیونکہ جو بات تقریراً کی جاتی ہے تو اس میں بہت سارے کچھ نقص اور زیادہ موجود ہوتے ہیں اور کئی مکتبات نے شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کی نشر واشاعت کے لیے طباعت کے لیے کہا ہے، اور شیخ صاحب فرماتے ہیں جیسا کہ جو شرح تقریر سے ہوتی ہے وہ رِٹن (written) جیسی نہیں ہوتی اس لیے شیخ صاحب نے فرمایا ہے میں نے یہ دیکھا ہے اہم بات یہ ہے کہ جو شرح ہے اسے میں تماہل سے پڑھوں اور اس میں سے جو ایک بہتر طریقہ ہے شرح کا وہ اس میں سے نکالوں۔

(یعنی شیخ صاحب رِٹن (written) کی بات کر رہے ہیں جو کتاب ہمارے ہاتھ میں ہے اس وقت یعنی یہ کتاب اصل میں شیخ صاحب کے دروس سے ٹرانسکرائب (transcribe) کی گئی تھی پھر شیخ صاحب نے خود اس کو ریوائز (revise) کیا ہے پھر اس طریقے سے اس کی طباعت اور نشر واشاعت ہوئی ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں"ففعلت ذلك ولله الحمد"(پھر میں نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء)"وحذفت ما لا يحتاج إليه" (جس کی حاجت نہیں تھی اس کو میں نے نکال دیا)"وزدت ما يحتاج إليه"(اور اس کو میں نے اس میں شامل کر دیا جس کی حاجت ضرورت تھی)"وأسأل الله تعالى أن ينفع به كما نفع بأصله وأن يجعلنا من دعاة الحق وأنصاره، إنه قريب مجيب" (آمین یا ربّ العالمین)۔

اور یہ جو مقدمہ ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے 27 ربیع الاوّل 1415 ہجری میں لکھا ہے (سبحان اللہ)۔ تو اس مقدمے میں اس چیز کی اہمیت کا بیان ہے کہ جو دروس ہیں ان کی ریکارڈنگ کرنے کی طرف رغبت ہے اور پھر ریکارڈنگ کے ساتھ ساتھ اگر ان کو رِٹن (written) مادے میں ٹرانسکرائب (transcribe) بھی کیا جائے تو پھر نور علی نور ہے اور الحمد للہ ساتھیوں نے کام شروع کیا ہوا ہے کچھ دروس ٹرانسکرائب (transcribe) ہو بھی گئے ہیں اور کچھ ہو بھی رہے ہیں (الحمد للہ) کیونکہ یہ طریقہ علماء کا رہا ہے ہمیشہ۔

تو علماء درس دیتے ہیں اور ان کی ریکارڈنگ ہوتی ہے، ریکارڈنگ کے بعد پھر وقت کے ساتھ ساتھ جب اسے ٹرانسکرائب (transcribe) کیا جاتا ہے تو دیکھیں اس وقت شیخ صاحب رحمہ اللہ موجود نہیں ہیں (اللہ تعالیٰ اُن پر

کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین)) اُن کا علم آج بھی زندہ ہے اُن کی کتاب آج بھی موجود ہے (الحمد للہ) جس سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں ہماری نسلوں تک آگے تک ان شاء اللہ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ تو جو رِٹن (written) مادہ ہے اس کی اہمیت ہے، آڈیو اپنی حد تک ٹھیک ہے لیکن جو رِٹن (written) ہمیشہ ہوتا ہے جو کہ تحریری شکل کتاب کی ہوتی ہے یہ ہمیشہ سے پائیدار ہے اور اکثر مشائخ اسی کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔

یہ سب سے پہلے جو شیخ صاحب نے بیان کیا ہے اور جو فرق ہوتا ہے وہ بیان کیا ہے، ایک آڈیو میں آپ بعض اوقات یعنی مکرر الفاظ میں آپ بات کرتے ہیں یا کوئی سبق لسانی ہو جاتی ہے، یا کچھ شرح میں بات کرتے کرتے کوئی اور چیز بھی شامل ہو جاتی ہے باہر سے تو شیخ صاحب فرماتے ہیں اُن سب کو درست کر دیا گیا ہے جس کی ضرورت نہیں تھی اس کو نکال دیا گیا ہے اور جس کی ضرورت تھی کچھ چیزوں کی انہیں شامل بھی کر دیا گیا ہے (جیسا کہ آپ دیکھیں گے ماشاءاللہ بہت خوبصورت انداز میں شیخ صاحب نے اس کی شرح کی ہے)۔

دوسرے مقدمے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب جس کا نام العقیدۃ الواسطیۃ ہے جسے تصنیف اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم حبر الأمۃ جو ہیں ابو العباس شیخ الاسلام ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ الحرانی نے تصنیف کی ہے ان کی وفات سن 728 ہجری میں ہوئی۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس شخص کے بہت سارے ایسے مقامات ہیں جن کے لیے ان کی قدردانی اور شکر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ہم امید کرتے ہیں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کا اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)۔

اور یہ مقامات جو شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے ہیں حق کی دفاع کے لیے ہے اور اہل باطل کا رد کرنے میں ہے اور یہ سب باتیں ہر وہ شخص جانتا ہے جو شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی کتابیں سمجھتا ہے اور دیکھتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری نعمتوں میں سے اس امت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کے ذریعے سے بہت سارے جو خطرات تھے عقیدۂ اسلامیہ پر اُن کو یعنی محفوظ کیا ہے اور یہ کتاب جو ہے مختصر جسے العقیدۃ الواسطیۃ کہتے ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس کی تصنیف اس وقت کی جب ایک شخص قاضی تھا واسط میں (اور واسط جیسے آپ جانتے ہیں ایک شہر ہے عراق میں وہاں سے ایک شخص آیا تھا) اور اس نے شکایت کی کہ اس کے زمانے کے یا اس کے وہاں کے جو لوگ ہیں وہ مذاہب منحرفہ

(جو منحرف مذاہب ہیں) وہ وہاں پر موجود تھے خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے۔ تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس عقیدے کو لکھا جو اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا خلاصہ سمجھا جاتا ہے اور جس میں اُن امور کا ذکر ہے جس میں لوگوں نے کثرت سے کلام کیا ہے"قیل وقال"اور بدعت میں پڑ گئے تھے اُس تعلق سے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھی ہے۔

یعنی یہ یہاں تک تھا شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اس کتاب کے تعلق سے۔ کتاب کا نام کیا ہے؟ العقیدۃ الواسطیۃ۔ دو لفظ ہیں عقیدۃ اور دوسرا واسطیۃ۔ واسطیۃ کو اکثر لوگوں سمجھتے ہیں واسطیۃ ہے کیا؟ واسط سے ہے۔ واسط کیا ہے؟ ایک جگہ کا نام ہے۔ اور کیوں کہا گیا ہے؟ کیونکہ وہ شخص اُس جگہ سے آیا واسط سے جو قاضی تھا اور اپنے زمانے یا اپنے معاشرے میں جو خرابیاں تھیں عقیدے کے تعلق سے خصوصی طور سے اسماء وصفات کے باب میں جو غلطیاں تھیں اور دیگر جو بدعات اور خرافات موجود تھیں وہاں پر تو اُن کے تعلق سے شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے بات کی اور یہ عرض کی کہ اس پر آپ کوئی نصیحت کیجیے اور اپنا عقیدہ جو ہے وہ بیان کیجیے۔ تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ایک ہی مجلس میں (بعض علماء فرماتے ہیں کہ عصر کے بعد ایک مجلس میں) پورا عقیدہ لکھ دیا جو ہم پڑھنے جا رہے ہیں (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ ہم عظیم رسالے اور کتاب کے تعلق سے بات کا آغاز کریں میں یہ پسند کرتا ہوں یہ بیان کرنا کہ جتنی بھی رسالات ہیں (یعنی جو پیغامات جو اللہ نے بھیجے ہیں رسولوں پیغمبروں علیہم الصلاۃ والسلام کی جتنی بھی رسالات اور پیغامات ہیں) سب سے پہلے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر اور جو سب سے آخری نبی اور رسول ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک "كلها تدعو إلى التوحيد" (یہ سارے کے سارے توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں)"قال الله تعالیٰ" (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء:25)۔

"وقال تعالیٰ" (اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل:36)۔

یعنی ان دو آیتوں میں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسولوں کو کیا بنیادی پیغام دے کر بھیجا۔ ہر رسول کا بنیادی پیغام کیا ہے؟ کلمہ توحید ہے توحید عبادت کا ہے لاإلہ إلا اللہ۔ اور بھی پیغامات ہیں معاشرے اور امت کی اصلاح کے لیے لیکن جو بنیادی پیغام ہے اگر یہ نہ ہوتا تو پھر کچھ بھی نہ ہوتا اصل بنیادی پیغام کیا ہے؟ "لا إله إلا الله" (لا معبود حق إلا الله)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اور یہ اس لیے (یعنی اس توحید الوہیت (توحید عبادت) کی اہمیت کیا ہے اور کیوں اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اس بنیادی پیغام کے ساتھ بھیجا ہے) کہ مخلوق کو پیدا کیا گیا ہے مخلوق کو ایک ہی خالق نے پیدا کیا ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور اس لیے پیدا کیا ہے "خلقوا لعبادته" (صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے) اور اس لیے تاکہ اُن کے دل اللہ تعالیٰ سے جڑ جائیں "تألهاً وتعظيماً" (سچا معبود مانتے ہوئے اور تعظیم کرتے ہوئے) "وخوفاً ورجاء" (ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے) "وتوكلاً ورغبة ورهبة" (توکل اور رغبت اور رہبت کرتے ہوئے)۔ یہ سارے دل کے اعمال ہیں یعنی دل کے معاملات ایک ربّ کے سپرد کرنا ہیں جن کی اساس توحید عبادت ہے۔

یہاں تک کہ وہ دنیا کی تمام چیزوں سے الگ ہو جائیں "حتى ينسلخوا عن كل شيء من الدنيا لا يكون معيناً لهم على توحيد الله عز وجل في هذه الأمور" (دنیا کی وہ تمام چیزیں جو توحید عبادت میں مدد واعانت نہیں کرتیں اُن تمام چیزوں سے دوری اختیار کر لینی ہے)۔ کیوں؟ "لأنك أنت مخلوق" (کیونکہ آپ مخلوق ہیں) "لابد أن تكون لخالقك، قلباً وقالباً في كل شيء" (تو آپ پر یہ واجب ہے کہ آپ اپنے ربّ کے ہو کر رہ جائیں قلباً و قالباً (دل و جان سے جیسے کہتے ہیں) ہر اعتبار سے)، اور اس لیے رسولوں کی دعوت (علیہم الصلاۃ والسلام) اس طرف جو ہے "الهام العظيم، عبادة الله وحده لا شريك له"، "إلى هذا الأمر الهام العظيم" (اس عظیم اُمر کے لیے جو بہت اہمیت رکھتا ہے تمام رسولوں کی دعوت اسی ایک اُمر کی طرف جو بنیادی طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اور اللہ کے رسول علیہم الصلاۃ والسلام جو ہیں اللہ نے انہیں اس لیے نہیں مبعوث فرمایا کہ لوگوں کو جا کر توحید ربوبیت کی طرف بلائیں جیسا کہ توحید الوہیت کی طرف بلاتے ہیں۔ (تو

اصل بنیادعوت کی کیا ہے؟ توحید الوہیت (توحید عبادت) ہے جو اصل معنی ہے لاإلہ إلا اللہ)۔ توحید ربوبیت کے لیے خصوصی طور پر نہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا وہ اس لیے کہ جس نے توحید ربوبیت کا انکار کیا وہ بہت کم لوگ ہیں جب کہ انکار کرنے والے اپنے دل کے اندر بھی انکار نہ کرسکے (زبان سے انکار تو کر لیا لیکن اپنے دل کی تہہ سے اور گہرائیوں سے انکار نہ کرسکے) إلا یہ کہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں) وہ اپنے عقل کھو بیٹھے ہیں اور وہ انکار کر سکتے تھے توحید ربوبیت کا صرف "من باب المكابرة" (ہٹ دھرمی اور تکبر کی اساس پر)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ علماء نے توحید کی تین قسمیں بیان کی ہیں، سب سے پہلے توحید ربوبیت اور توحید ربوبیت کا معنی ہے "إفراد الله سبحانه وتعالىٰ في أمور ثلاثة" (اللہ تعالیٰ عزّوجل کو تین چیزوں میں ایک جاننا)۔ یہ کتنا آسان ہے توحید ربوبیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو تین چیزوں میں ایک جاننا اور ایک ماننا۔ "في الخلق والملك والتدبير" (خلق میں، ملک میں اور تدبیر میں)۔ اور پھر تدبیر میں کیا آتا ہے؟ زندگی و موت ہے، نفع و نقصان ہے سب اس میں آتا ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ (الاعراف:54)۔ اب کس چیز کے دلائل ہیں یہ؟ توحید ربوبیت کے دلائل ہیں یہ (من آخر الآیۃ)۔

اور اس آیت میں ووجہ الدلالۃ کیا ہے؟ ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ (اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خلق ہے اور اُمر ہے) ووجہ الدلالۃ: اس آیت میں دلیل کہاں پر ہمیں ملتی ہے توحید ربوبیت کی؟ ووجہ الدلالۃ اسے کہتے ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں "أنه قدم فيها الخبر الذي من حقه التأخير"۔

"الخلق والأمر له" یہ ہونا چاہیے تھا نا ترتیب کیا ہے مبتدأ پھر خبر آتی ہے نا۔ خلق، قرآن اللہ تعالیٰ ہی کا ہے نا۔ تو "لہ" جار مجرور کیا ہے؟ خبر ہے۔ خبر بعد میں آتی ہے یا پہلے آتی ہے؟ خبر بعد میں آتی ہے۔ اگر اُسے پہلے بیان کیا جائے تو صیغ الحصر میں سے ہوتی ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں "أنه قدم فيها الخبر الذي من حقه التأخير، والقاعدة البلاغية" (قاعدۃ البلاغیۃ کیا ہے اس میں) "أن تقديم ما حقه التأخير يفيد الحصر" (صرف اور صرف یہ ہے حصر میں)۔

تو اس آیت میں یہ واضح ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی خالق نہیں ہے اور کسی کا اُمر بھی نہیں چلے گا اس میں (سبحان اللہ)۔

پھر فرماتے ہیں"ثم تأمل افتتاح هذه الآية بـ (ألا) الدالة على التنبيه والتوكيد﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾"(اَلَا کس لیے بیان کیا جاتا ہے؟تاکید اور تنبیہ کے لیے (یعنی تنبیہ کی جارہی ہے خبردار کیا جارہا ہے کہ خلق اور اُمر صرف اور صرف اللہ ہی کا ہے کسی اور کے لیے ہو ہی نہیں سکتا))۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں"لا لغيره"(صرف اللہ کے لیے ہے کسی اور کے لیے نہیں) "فالخلق هذا هو، والأمر هو التدبير"(اور اُمر سے یعنی خلق ہے اور اس میں کیا آگیا؟"هو التدبير")۔

ملک کی کیا دلیل ہے؟ تین چیزیں آئی ہیں نا خلق ہے، ملک اور تدبیر۔ خلق اور تدبیر کی دلیل تو آگئی ہے ملک کی کیا دلیل ہے؟"فدليلة مثل قوله تعالیٰ"(اللہ تعالیٰ کا ارشاد) ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ إلى آخر الأية (الجاثیہ: 27) شیخ صاحب فرماتے ہیں یعنی (اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے آسمان اور زمین کی ملکیت (یعنی اللہ ہی مالک ہے کوئی اور مالک نہیں ہے))۔ تو کہاں سے پتہ چلتا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں"فإن هذا يدل على انفراده سبحانه وتعالیٰ بالملك"(کہ اللہ تعالیٰ ہی واحد مالک ہے)۔ وجہ الدلالۃ کیا ہے وہی بات ہے اصل کیا ہے؟"ملك السموات والأرض لله"۔ اور یہاں پر کیا ہے؟ خبر کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔"إذًا، فالرب عز وجل منفرد بالخلق والملك والتدبير"(یعنی یہ دلیل ہے کہ ہم کہتے ہیں صرف ایک اللہ (منفرد))۔ انفراد کا کیا مطلب ہے؟ حصر ہے یعنی کوئی اور نہیں ہے (صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے)۔

تو کہاں سے ملے گا ہمیں کیا ثبوت ہے قرآن مجید میں دلیل کیا ہے؟ یہ دو آیتیں ہیں صرف دیکھ لیں (دو آیتیں یاد کر لیں)۔ وجہ الدلالۃ کیا ہے کہاں سے آپ کو ثبوت ملا ہے؟ اس میں کہاں لکھا ہے کہ صرف اللہ ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے؟ یہ عربی بلاغت کی بات ہے اس لیے قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے کہ یہ بے مثال زبان ہے اور اس میں جو چیز آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا جس کی نفی کرنا چاہتے ہیں اس سے آسان طریقہ کوئی ہے نہیں (سبحان اللہ)، آسان اور مضبوط ترین طریقہ اس کے ساتھ ساتھ۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں"فإن قلت"(اگر آپ یہ کہیں آپ کیسے دونوں کو جمع کریں گے جیسے آپ نے ابھی کہا ہے افراد کی بات کی ہے آپ نے اور اللہ تعالیٰ نے غیر کے لیے بھی اپنے سوا بھی خلق کو ثابت کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے)

﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ﴾(المؤمنون:14) اُحسن الخالقین کا ذکر ہے۔یعنی اور بھی ہیں سب سے اُحسن خالق کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہے(تو اور بھی تو خالق ہیں نا)۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے تصویر بنانے والوں کے تعلق سے" يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ"(جو تصویر بناتا ہے قیامت کے دن ان کو کہا جائے گا اب تم زندہ کرو ان کو جن کی تم نے تصویریں بنائی تھیں دنیا میں)۔اور یہ متفق علیہ حدیث ہے۔

اور جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے(تیسری دلیل) "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي"(اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو میری طرح خلق کرنے چلا ہے)۔یہ بھی متفق علیہ حدیث ہے۔

تو اگر کوئی سوال پڑے اور یہ شیخ صاحب کا بڑا پیارا انداز ہے کہ اگر کوئی یہ کہے تو اس کا جواب پھر کیا ہے"فكيف تجمع بين قولك: أن الله منفرد بالخلق، وبين هذه النصوص؟"(کیسے جمع کریں گے آپ؟)۔شیخ صاحب فرماتے ہیں جواب یہ ہے یہ کہا جائے گا کہ الخلق کہتے ہیں ایجاد کو"وهذا خاص بالله تعالىٰ"(اگر عدم سے ایجاد کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے لیکن دوسرا معنی خلق کا یہ ہے کہ ایک شکل دوسری شکل میں بنا دینا)"تحويل الشيء من صورة إلى أخرى، فإنه ليس بخلق حقيقة"(تو حقیقتاً خلق نہیں ہے اگرچہ اسے تکوین کے اعتبار سے خلق کہا جاتا ہے لیکن واقع میں یہ خلق تام نہیں ہے مثال کے طور پر)"النجار"(کارپینٹر(Carpenter)جو ہے جو لکڑی سے دروازہ بناتا ہے تو اس نے دروازے کو تو بنایا ہے اسے یہ کہا جائے گا)"خلق بابًا لكن مادة هذه الصناعة الذي خلقها هو الله عز وجل"(لیکن مادہ جو ہے اصل مادہ کس نے اس کو پیدا کیا ہے(لکڑی کہاں سے آئی اس کو کس نے پیدا کیا ہے بات یہ ہے))۔

اب یہ کہا جاتا ہے عمومی طور پر کہ اس کارپینٹر نے دروازہ بنایا ہے بنانا کیا ہوتا ہے یہ بھی خلق کی بات ہے نا، تو اس اعتبار سے اس نے بنایا ہے لیکن کیا اصل مادہ جو ہے جس سے اس نے اس چیز کو لکڑی سے یہ شکل دی ہے اس کو کس نے بنایا ہے کیا یہ بنا سکتا ہے کبھی؟ نہیں(پہلی بات یہ ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں"لا يستطيع الناس كلهم مهما بلغوا في القدرة أن يخلقوا عود أراك أبدًا"(ایک مسواک نہیں بنا سکتے پوری اگر دنیا کے لوگ جمع ہو جائیں)"ولا أن يخلقوا ذرة ولا أن يخلقوا ذبابًا"(نہ ایک ذرّہ بنا سکتے ہیں اور نہ ایک مکھی پیدا کر سکتے ہیں)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنیں ﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ (الحج:73)(یعنی مثال ہے، جسے یہ لوگ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بناتے ہیں ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے)۔ معبود بھی کون ہے؟ جس کو معبود بنایا گیا ہے سارے کے سارے، اِنس میں سے ہوں یا جِن میں سے ہوں کوئی بھی ہوں، اس میں فرشتے سب شامل ہیں جن کی عبادت کی گئی ہے اگر یہ سارے مل جائیں سارے مل کر ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے ﴿وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ﴾ نہ ایک الگ سے کر سکتا ہے نہ سارے مل کر سکتے ہیں۔ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے وہ اسے واپس نہیں کر سکتے بچا نہیں سکتے ﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ (دونوں کمزور ہیں الطالب والمطلوب (سبحان اللہ))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں ﴿الَّذِينَ﴾ اسم موصول ہے۔ اب یہ دیکھیں عموم کہاں سے آیا ہے کہ تمام ملکیت اسم موصول ہے جو شامل ہے ہر اس چیز کو جسے اللہ کے سوا پکارا گیا ہے۔ "من شجر وحجر وبشر وملك وغيره" (چاہے درخت ہو، پتھر ہو، اِنس ہو بشر ہو، یا فرشتہ ہو یا اس کے سوا جس کو پکارا گیا ہے یا جن کو بھی پکارا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا) ﴿لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ﴾ نہیں مکھی پیدا کر سکتے سب ایک ساتھ ہو جائیں (اور اگر اکیلے بھی ہو جائیں تو اس کا عجز من باب اولیٰ ہے، جب مل کر نہیں کر سکتے تو اکیلا کہاں کر سکتا ہے پھر ان میں سے!) اور اگر اسے سلب کر لے چھین لے کوئی چیز یہ مکھی جو ہے اسے واپس نہیں لے کر آ سکتے، اور یہ دلیل ہے کہ کتنے کمزور ہیں! اگر یہ مکھی جو ہے دنیا کے سب بڑے بادشاہ زمین کے اوپر جس کی بادشاہت ہے اور اس کے کھانے میں سے یا جو طیبات ہیں کوئی چیز لے لے (مثلاً یعنی آپ کو پتہ ہے کہ مکھی جب لیتی ہے تو اندر اس کو چوس لیتی ہے کوئی چیز کھاتی ہے) کیا یہ بادشاہ (طیب سے مراد یعنی کوئی کھانے کی چیز یا پرفیوم جو طیب جیسے عطر ہے وہ بھی ہو سکتا ہے، عام طور پر جو طیبات ہیں رزق ہے اس کی بات ہو رہی ہے) کیا وہ لے سکتا ہے؟ طیب میں سے مکھی نے کچھ لے لیا اس کا جو عطر ہے اس میں سے لے لیا کیا واپس عطر اس سے نکال سکتا ہے؟" وكذلك لو وقع على طعامه" (اس کے اگر کھانے پر یہ مکھی پڑ جائے اور کھانے میں سے کوئی

چیز لے لے کیا یہ دنیا کا جو بادشاہ ہے وہ اسے واپس لے سکتا ہے؟(نہیں لے سکتا ہے))" فإذًا الله عز وجل هو الخالق وحده"(اللہ تعالیٰ ہی واحد خالق ہے)۔

"فإن قلت"(اگر آپ کہتے ہیں) "كيف تجمع بين قولك: إن الله منفرد بالملك وبين إثبات الملك للمخلوقين"۔اب یہ تو بات ہوئی خلق کی سمجھ آگئی؟ پہلے بات ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اکیلا خالق ہے۔ بات کس چیز کی ہو رہی ہے؟ توحید ربوبیت کی بات ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ نے صرف اس توحید کی تقریر کے لیے اپنے رسول نہیں بھیجے، پھر یہ جو توحید ربوبیت ہے اس کے معنی کی بات ہو رہی ہے کہ اس کی تین چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا ہے، خلق ہے، ملک ہے، تدبیر ہے۔ پھر دلیل بھی بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی خالق ہے۔ وجہ الدلالۃ کیا ہے اس میں سے کہاں سے دلیل نکالی گئی ہے وہ بھی بتایا ہے کہ خبر کو پہلے بیان کیا گیا ہے دونوں آیتوں میں، لیکن کوئی اگر یہ شبہ لے کر آئے کہ قرآن مجید میں یہ باتیں بھی تو ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق موجود ہیں اُس کا جواب بھی آگیا ہے کہ خلق کس کو کہتے ہیں ایک تو ایجاد عدم ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے، ایک موجودہ چیز کو دوسری چیز میں شکل دے دینا جیسا کہ ایک کارپینٹر کرتا ہے دروازہ وغیرہ بنالیتا ہے تو اس کو لغت کے اندر خلق تو کہا جاتا ہے لیکن حقیقتاً وہ خلق نہیں ہوتا(اس کی بات بھی آگئی ہے)۔

اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اور بھی خالق موجود ہیں تو جن کو معبود بنایا گیا ہے (یہ عام لوگ نہیں، یعنی وہ بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں لوگوں کے دلوں میں) اگر وہ سارے مل کر ایک مکھی بنانا چاہیں نہیں بنا سکتے۔ اس سے بھی بڑی کمزوری کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے وہ بھی واپس نہیں کر سکتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے اگر اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ایک طرف فرمایا ہے کہ ایک واحد ربّ ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ واحد خالق ہے اور خالق کوئی بھی نہیں ہے دوسری طرف یہ بھی فرمایا ہے بعض آیات میں کہ اور بھی خالق موجود ہیں، اور یہ بھی فرمایا ہے تیسری جگہ پر کہ اگر یہ مکھی پیدا نہیں کر سکتے اگر مکھی کوئی چیز لے جائے تو اسے واپس بھی نہیں کر سکتے تو سب کو ملا کر کیا معنی بنتا ہے جب کہ خلق کے دو معنی ہیں، ایک ایجاد من عدم ہے، دوسرا ایک موجود چیز کو دوسری شکل میں تبدیل کر دینا تو کیا معنی بنتا ہے؟ عقل کی جو بات کرتے ہیں تو عقلی

دلیل اس میں کیا ہے؟ یہی ہے کہ جو معنی صرف اللہ کے لیے ہے وہ اللہ کے لیے خاص رہے گا" عدم سے وجود میں لانا" یہ خلق ہے یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جو باقی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے وہ دوسرا معنی ہے عربی زبان میں جسے خلق کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چلو یہ تو بات سمجھ میں آگئی ہے اب ملک کی بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ منفرد ہے ملک میں اور اللہ تعالیٰ نے ملک مخلوق کے لیے ثابت کیا ہے" مثل قوله تعالى" (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے) ﴿أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ﴾ إلى آخر الأية (النور:61)، دوسری آیت میں ﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ إلى آخر الأية (المؤمنون:6)۔

ملک، اللہ منفرد ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس لفظ ملک جو ہے مخلوق کے لیے بھی بیان کیا ہے، دنیا کے خزانے کے مالک، گھر کے مالک۔ نہیں کہتے مالک الدار؟ گاڑی کا مالک، خزانے کا مالک اور ﴿مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ ملک الیمین جو ہوتا ہے جیسا کہ لونڈا، لونڈی، یا غلام۔ غلام یا لونڈی کی جہاں پر بات آتی ہے اس کو بھی کہتے ہیں کون مالک ہے؟ فلاں مالک ہے ۔تو ملک اللہ کے لیے بھی ہے اور غیر اللہ کے بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس کا جواب کیا ہے کیسے جمع کریں گے دونوں میں؟ سب سے پہلے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی ملکیت کسی چیز میں عام شامل نہیں ہے، میں اپنے ماتحت چیز کا مالک تو ہوں لیکن جو آپ کے ماتحت چیز ہے اس کا مالک نہیں ہو سکتا ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں شمول کے اعتبار سے" ملك الله عز وجل أشمل وأوسع، وهو ملك تام" (کہ اللہ تعالیٰ کا ملک سب سے وسیع سب سے تام ہے)۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کا میں مالک ہوں میں حقیقتاً اس کا مالک نہیں ہوں اس اعتبار سے کہ میں جو چاہے اس میں کروں اپنی مرضی سے (میری مرضی نہیں چلے گی) لیکن میں اس پر وہ کر سکتا ہوں صرف جس کی مجھے شریعت نے

اجازت دی ہے شرعاً، اور مالک حقیقی کی اجازت ہونی چاہیے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر میں ایک درہم دے کر دو درہم واپس لے لوں میں یہ نہیں کر سکتا میں اس کا مالک نہیں ہوں اور میرے لیے جائز بھی نہیں ہے۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ جن پیسوں کا میں مالک ہوں وہ ایک درہم دے کر دو درہم نہیں لے سکتا ہوں تو پھر یہ ملکیت کون سی ہے؟ قاصر ہے۔ یہ ملکیت قاصر ہے اور "وأيضًا لا أملك فيه شيئًا من الناحية القدرية، لأن التصرف لله" میں یہ نہیں کہہ سکتا اپنا بیمار جو غلام ہے اسے کہ تم ٹھیک ہو جاؤ وہ ٹھیک ہو جائے گا، نہیں ہو سکتا، اور میں اپنے ایک تندرست غلام کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم بیمار ہو جاؤ وہ بیمار ہو جائے گا، لیکن دیکھیں جس کا تصرف حقیقی ہے پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ اگر حکم دے بیمار کو کہ تم تندرست ہو جاؤ، اور تندرست کو حکم دے دے کہ بیمار ہو جائے تو ہو جائے گا۔

تو حقیقت میں میں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) جس چیز کا مالک ہوں اس میں تصرف مطلق میرے پاس نہ شرعاً ہے نہ قدراً۔ "شرعاً" میں اپنی مرضی سے نہیں کر سکتا ہوں "قدراً" وہ بھی میرے ہاتھ میں نہیں ہے (سبحان اللہ)، "فملكي هنا قاصر من حيث التصرف، وقاصر من حيث الشمول والعموم" (تو دونوں اعتباروں سے تصرف کے اعتبار سے بھی قاصر ہے اور شمول عموم کے اعتبار سے بھی قاصر ہے (اور اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی منفرد ہے ملک میں))۔

تدبیر کے تعلق سے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی تدبیر بھی ہوتی ہے لیکن یہ تدبیر قاصر ہے جیسا کہ پہلے ملک کے تعلق سے بیان کی گئی ہے۔ "ليس كل شيء أملك التدبير فيه" جس چیز کا میں مالک ہوں اس میں اپنی مرضی سے تدبیر بھی نہیں کر سکتا ہوں، میں اس چیز کی تدبیر کر سکتا ہوں جو میرے ماتحت ہے اور میری ملکیت میں ہے اور اس کی تدبیر بھی ویسے کر سکتا ہوں صرف جیسا کہ مجھے شرعاً اجازت دی گئی ہے۔

اور اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ کہنا "إن الله عز وجل منفرد بالخلق والملك والتدبير: كلية عامة مطلقة" (یہ کلیہ عام مطلق ہے کہ اللہ تعالیٰ چیزوں میں جو ہے منفرد ہے خلق، ملک اور تدبیر میں)

"لا يستثنى منها شيء"(کوئی چیز اس سے مستثنیٰ نہیں ہے(سوال ہی نہیں پیدا ہوتا))۔ کیوں؟"لأن كل ما أوردناه لا يعارض ما ثبت لله عز وجل من ذلك"(جو ہم نے بیان کیا ہے اس میں کوئی تعارض نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے واضح ہو گیا ہے)۔

واللہ أعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (01.العقیدۃ الواسطیۃ-مقدمہ-حصہ اول) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔